اُردو زبان اور اس کی تدریس

Pratham

تدریسی اصول:

یوں تو ہم نثر دن رات بول چال میں استعمال کرتے ہیں لیکن جب ہم اسے لکھنے لگتے ہیں تو اس کی قسمیں الگ الگ ہوتی ہیں جب ہم نثر کا استعمال کرتے ہیں تو عام طور پر تین طریقوں میں سے ایک طریقہ ضرور استعمال کرتے ہیں۔

1- کسی کہانی یا قصّے کو بیان کرنے میں جیسے ناول، قصہ، داستان، افسانہ یعنی افسانوی نثر۔

2- اپنے دل کی بات کو جوں کا توں بیان کر دیتے ہیں اور کسی مثال یا قصّے کا سہارا نہیں لیتے۔ جیسے انشائیہ مضامین یعنی غیر افسانوی نثر۔

3- کسی دوسرے مضمون یا کاروبار کی باتیں بیان کرنے میں۔ جیسے دفتری معاملات، سائنس، جغرافیہ اور اقتصادیات کے مسائل بیان کرنا۔

طلبہ کی نثری صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے سلسلے میں حسب ذیل تدریس نثر کے بنیادی اصولوں کو اردو، اساتذہ اپنائیں گے تو ان کی تدریس موثر ہوگی۔

1- طلبہ کے ذخیرۂ الفاظ کو بڑھانا ساتھ ہی گفتگو اور لکھنے پڑھنے میں نئے نئے الفاظ اور محاورے ٹھیک ٹھیک استعمال کرنے کی مشق کرانا۔

2- نثری مضامین کو مصنف کے خیال کے ساتھ اسی کے لب ولہجہ سے پڑھنا اور بچّوں میں اس کی صلاحیت پیدا کرنا۔

3- طلبہ میں خود سبق پڑھ کر دوسروں کے سامنے اپنی زبان میں سمجھانے کی صلاحیت پیدا کرنا۔

4- پڑھنے میں ان کی دلچسپی بڑھے اور مضمون کے اعتبار سے پڑھنے کی صلاحیت پروان چڑھے۔

5- نثر کے مختلف نمونوں سے واقفیت پیدا کرانا۔ اقتسابات کی تشریح کرنا۔

6- سمجھنے کی صلاحیت میں اضافہ ہو اور الفاظ جملے، محاورے، ضرب الامثال تشبیہات واستعارات کو اپنی زبان میں پڑھ کر بول کر اور لکھ کر استعمال کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔

7- نثری مضامین کا تجزیہ کرکے طلباء کے اخلاق و کردار کو بہتر بنانے کی کوشش کرنا۔

8- مضامین ڈرامے، طنز و مزاح، کہانیاں، انشائیہ، خاکے، سفرنامے، مکالمے، خطوط نویسی، واقعات کو پڑھاتے وقت طلباء میں تخلیقی صلاحیتیں پیدا کرنا۔

9- اساتذہ کہانیاں پڑھاتے وقت پڑھانے کا ایسا طریقہ اختیار کریں کہ طلباء کہانی کا مزہ لیتے جائیں۔ کہانی کے بیانیہ انداز سے بچّے واقف ہوں ان کی قوت تخّیل بیدار ہو اچھّی اور سبق آموز کہانیوں کے ذریعہ ان کے اندر اپنے کردار بلند کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔

10- خاکے پڑھاتے وقت ہمارے بچّے اپنے بزرگوں کے حالات زندگی سے واقفیت حاصل کریں اور بزرگوں کے بلند اخلاق، کردار ان کے لافانی کارناموں سے اپنی زندگی کو سنواریں نیز وہ بھی اپنے اندر اچھّے اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

11- سفرناموں کو پڑھاتے وقت ایسی کوشش ہونا چاہئے کہ بچّوں میں سیاحت کا شوق پیدا ہو۔ قدرتی مناظر سے دلچسپی فطری احساس کے نشو ونما، قوت تخّیل کی بیداری نیز سیاحت کے ذریعہ انسانی تجربات سے استفادے کا جذبہ پیدا کرنا۔ جیسے: اردو کی کتاب درجہ 7 میں ''مانڈو کی سیر'' اردو کی کتاب درجہ 8 میں ''سیرِ کشمیر'' ''تاریخی شہر برہانپور'' وغیرہ۔

12- سائنسی مضامین کی تدریس کے دوران طلباء میں سائنس کا شوق و رجحان پیدا کرنا سائنسی ایجادات سے واقفیت پیدا کرنا۔ تحقیق اور تجسس کا جذبہ پیدا کرنا۔ جیسے اردو کی کتاب درجہ 6 سبق رڈار اردو کی کتاب درجہ 7 میں خلاباز خواتین، انٹرنیٹ کمپیوٹر اور اردو کی کتاب درجہ 8 میں سبق مصنوعی سیارہ، چندر شیکھر وینکٹ رمن وغیرہ۔

13- سماجی مضامین کی تدریس کے دوران ہمارے ملک کے سماجی حالات سے بچّوں کو واقف کرانا ان میں سماجی ذمّہ داریاں پیدا کرنا اچھّے شہری بننے کا جذبہ پیدا کرنا، جمہوری اقدار اور اصولوں کا پابند بنانا بہتر قومی اور بین الاقوامی سماجی حالات وتعمیرات سے واقف کراتے ہوئے موجودہ سماجی تقاضوں کے مطابق زندگی کے معیارات کو اپنانے کی ہمّت اور حوصلہ پیدا کرنا۔ جیسے اردو کی کتاب درجہ 6 سبق ڈاکٹر عبدالکلام، حسنِ سلوک، رانی اہلیا بائی اور ٹیپو سلطان وغیرہ اردو کی کتاب درجہ 7 میں کامیابی کا راز ڈاکٹر ذاکر حسین، ڈرامہ، پیام وغیرہ اردو کی کتاب درجہ 8 میں۔

14- معیاری بلند خوانی سق ایثار، گزارہو زمانہ، انصاف، ابابیل اور کسان وغیرہ۔

استاد تمہیدی گفتگو اور اعلان سبق کے بعد عبارت کی معیاری بلند خوانی کریں گے آواز کے اُتار چڑھاؤ، صحیح تلفظ کی ادائیگی عبارت میں سلاست وروانی کا خیال موقع ومحل کے مطابق لب ولہجہ پر تاثرات کا اظہار، حرکات وسکناف کی پابندی، رموز واوقاف کا لحاظ، مضمونسے مربوط لطف اندوزی کو برقرار رکھنے کی کوشش، محاوروں، تشبیہات، استعاروں، روزمرہ اور ضرب الامثال کو پڑھتے وقت کلام پر زور دیں گے۔ ڈرامہ کی تدریس کے وقت جوش، غم وخوشی، تصادم، جذبات اور مختلف کیفیات کی ترجمانی اس طرح کی جائے کہ بچّوں میں بھی تاثر قائم رکھ کر عبارت پڑھنے کا سلیقہ پیدا ہو۔ کیوں کہ معیاری بلند خوانی کرتے وقت صحیح وقفہ بندی سے سننے والے کی دلچسپی برقرار رہتی ہے۔ اس بات کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

بچّوں میں اکتسابی صلاحیت بہت ہوتی ہے۔ بچّے دوسروں کی دیکھا دیکھی بولنا سیکھ لیتے ہیں اور گھر پر ہی ان کو مادری زبان آجاتی ہے۔

لیکن اس کے باوجود اسکول میں زبان کی تدریس بہت ضروری ہے جس کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں۔

1- اگر گھر پر سیکھی ہوئی زبان کو ہی کافی سمجھ لیا جائے تو پھر دیگر علوم سیکھنے کے لیے اسکول اور معلم کی ضرورت ہی نہ ہو۔

2- زبان کی تعلیم بچّوں کی ذہنی نشو ونما میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

-3 گھر کی بول چال میں قواعد اور دیگر اصولوں کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ الفاظ کے معنیٰ اور مفاہیم بھی محدود ہوتے ہیں۔

-4 مادری زبان کی تعلیم سے بچّوں کو الفاظ کے صحیح استعمال، مفہوم اور تلفظ کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

-5 مادری زبان دیگر مضامین کی تدریس کا وسیلہ ہے۔

-6 مادری زبان بچّوں کے اندر علم حاصل کرنے کی صلاحیت، مختلف کاموں میں مہارت، خیالات، تصورات اور تخلیقی صلاحیتوں کی نشو ونما کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔

-7 مادری زبان سماجی، تہذیبی اور اجتماعی رسم و رواج اور تمدنی اقدار کا آئینہ اور اگلی نسلوں میں ان کی ترسیل کا اہم ترین ذریعہ ہے۔

مندرجہ بالا اسباب کو مدنظر رکھتے ہوئے اساتذہ کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ طلباء کو زبان سکھاتے وقت موثر تدریسی طریقے اختیار کریں اور انہیں بہتر تعلیمی مواقع فراہم کریں۔ ان تعلیمی مواقع کی فراہمی کے لیے عموماً تعلیمی مشاغل، امدادی سامان اور سمعی و بصری آلات (Audio Visualaids) کا استعمال کیا جاتا ہے۔

ان وسائل کا بچّوں کے تجربات سے گہرا ربط ہونا چاہئے۔ یوں تو اسکول میں داخل ہونے سے پہلے ہی بچّوں کی زبان کی ترقی کا سلسلہ جاری ہوجاتا ہے۔ لیکن ایک بچّے سے دوسرے بچّے میں ترقی کی شرح مختلف ہوتی ہے۔ گھر میں جو الفاظ ان کے کانوں میں پڑتے ہیں انہیں کے ذریعے وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں اگر خاندان تعلیم یافتہ ہے تو بچّوں کی لسانی ترقی میں توازن اور تسلسل پایا جاتا ہے۔

بچّہ جب اسکول میں داخل ہوتا ہے تو زبان کے علم کے ساتھ ساتھ تجربات کا محدود ذخیرہ بھی ساتھ لاتا ہے۔ وہ اپنے والدین کو خاندانی و سماجی اور روزمرہ زندگی کے مسائل پر بولتے ہوئے سنتا ہے خاندان کی روزمرہ زندگی میں عملی حصّہ لیتا ہے والدین جس پیشے سے منسلک ہوتے ہیں گھر میں اس کے تعلق سے بات چیت ہوتی ہے مثلاً اگر کسی کے والد بینک میں ملازم ہیں تو وہ بینک، روپیہ، کھاتہ، قرض وغیرہ کے بارے میں سنتا ہے۔ کئی بچّوں کے والدین کاشت کار ہوتے ہیں وہ کھیتی، بوائی، کٹائی، موسم کھیت میں استعمال کئے جانے والے اوزاروں کے بارے میں جانتا ہے۔ دیہاتی بچّے جنگلوں میں ندیوں کے کنارے یا پہاڑیوں کے دامن میں گھومتے پھرتے ہیں اور نئے نئے تجربے حاصل کرتے ہیں۔ شہروں میں چونکہ زندگی بڑی رنگارنگ ہوتی ہے اس لیے شہری بچّوں کے تجربات بھی گونا گوں ہوتے ہیں۔ دیہاتوں میں چونکہ بچّوں کو تجربات کے کم مواقع ملتے ہیں اس لیے ان کی زبان بھی محدود ہوتی ہے اور ان کی زبان پر مقامی بولی کا اثر غالب ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر مقامات پر معیاری زبان اور بول چال کی زبان میں بہت فرق پایا جاتا ہے، ان سب امتیازات کی بناء پر اساتذہ کو چاہئے کہ وہ معلوم کریں کہ بچّے نے خاندان، سماج اور فطرت کی گود میں کون کون سے تجربات حاصل کئے ہیں اور ان تجربات کو وہ مناسب ڈھنگ سے استعمال کریں تاکہ بچّے کی زبان ترقی کر سکے۔

قواعد میں اوّل درجہ آواز کا ہے۔اس کے بعد حروف کا پھر جملے کا۔جملوں کی بول چال سے ہی ایک شخص دوسرے کے دل کی بات سمجھتا ہے کیوں کہ جملے سے تنہا کوئی لفظ بامعنیٰ یا بے معنیٰ ہوسکتا ہے لیکن پورا مطلب ادانہیں کرسکتا۔اس لیے قواعد میں 2 چیزیں ہوتی ہیں ''صرف اور نحو'' بات چیت یا جملوں میں لفظوں کا ایک دوسرے سے تعلق نحو ہے۔ظاہر میں اس کا تعلق ''صرف'' سے ہے اور باطن میں اس کا مفہوم معنیٰ ہے اس کو ''نحو'' کہتے ہیں۔

اردو قواعد میں صرف: اردو قواعد میں ''صرف'' کیا ہے۔صرف میں وہ الفاظ آتے ہیں جو جملے میں لکھے بھی جاتے ہیں۔جب ہم لکھنے میں لفظ استعمال کرتے ہیں تو وہ ہمیں کچھ نہ کچھ ضرور بتاتے ہیں۔اس کی دو قسمیں ہیں۔

(1) مستقل الفاظ

جو اپنی ذات سے پورے معنیٰ رکھتے ہوں

- اسم
- صفت
- ضمیر
- فعل
- تمیز

(2) غیر مستقل الفاظ۔جو اپنی ذات سے پورے معنیٰ نہ رکھتے ہوں جب تک دوسرے لفظ سے نہ ملیں۔

- ربط
- عطف
- تخصیص
- فجائیہ

اسم : کسی شخص، جاندار، شئے مقام یا کیفیت کے نام کو اسم کہتے ہیں۔

جیسے : امتیاز، بھوپال، نربدا، شیر، گھر، سختی، نرمی وغیرہ

اس کی پانچ قسمیں ہیں

اسم

- اسم خاص
- اسم عام
- اسم کیفیت
- سم جمع
- اسم مادّہ

اسم خاص: جس اسم (نام) سے کسی خاص شخص، شئے یا مام کے نام کا پتہ چلتا ہے جیسے گنگا، ہمالیہ، دہلی، تاج محل، ذاکر حسین، قرآن شریف، بائبل وغیرہ۔

اس کے علاوہ دیگ جغرافیائی اسماء،علوم وفنون،امراض وغیرہ کے نام اسم خاص ہیں۔

اسمِ خاص میں کچھ چیزیں شامل ہیں جیسے:

(1)خطاب : وہ نام جو کسی کو اعزازی طور پر دیا جاتا ہے۔جیسے:عمادالملک،اقبال الدولہ،شیر بھوپال،شیر میسور ،شیر کشمیر،وغیرہ

(2)لقب : کسی خصوصیت یا وصف کی وجہ سے دیا جانے والا نام جیسے کلیم اللہ،لقب ہے حضرت موسیٰ کا خلیل اللہ لقب ہے حضرت ابراہیمؑ کا،مرزا نوشہ لقب ہے اسداللہ غالب کا۔

(3) عرف یا عرفیت ، وہ نام جو کسی سے محبت یا حقارت کی وجہ سے پڑ جائے ۔ یا اصل نام کو چھوٹا کر کے بولا جائے جیسے:

گڈّو، پپّو ،منّے ،میاں،چُنّی، کلّن ،فخرو،اچھّے میاں،گڑیا،بٹّو ،لڈّن ،مُنّن ،جی جی ،چندو،یا اصل نام سے جیسے جاوید سے جادو، ۔

(4) تخلص : ایک مختصر نام جو شاعر نظم میں بجائے اصلی نام کے استعمال کرتے ہیں۔

غالبؔ ، حالیؔ، میرؔ، دردؔ

بعض اوقات اسمِ خاص صفت کے طور پر استعمال ہوتے ہیں جیسے:

مجنوں، فرہاد،رسم،حاتم،سعدی یا غالب

ایسے موقعوں پر رستم سے بڑا پہلوان،حاتم سے بڑا سخی،مجنوں یا فرہاد سے بڑا عاشق سعدی یا غالب سے بڑے شاعر مراد ہیں۔

اسمِ عام : جس اسم سے ایک قسم کے تمام افراد کے ناموں کا پتہ چلتا ہے اسے اسم عام کہتے ہیں۔

جیسے : لڑکی،آدمی،درخت،کتاب،شہر،مور،گھوڑا وغیرہ۔

اسمِ کیفیت جس اسم سے کسی خصوصیات کیفیت یا حالت معلوم ہوا سے اسمِ کیبت کہتے ہیں۔

جیسے : بچپن،مٹھاس،سچ،خوبصورتی،نرمی،سختی،روشنی،صحت،جلن وغیرہ۔

اسمِ مع : وہ الفاظ جو صورت سے تو واحد معلوم ہوں لیکن ان سے پورے مجموعہ (گروپ) کے بارے میں علم ہو سکے۔

جیسے : کلاس،فوج،انجمن،قطار،سبھا ،منڈلی

اسمِ مادّہ : وہ الفاظ جن سے کسی مادّے کے نام یا حالت یا اوزار یا جگہ یا وقت کا پتہ چلے۔

جیسے : اسمِ ظرف سے کسی جگہ یا وقت کا پتہ چلتا ہے۔صبح،شام،گھر،میدان وغیرہ۔

اسمِ ظرف:

بعض علامات لگانے سے بھی اسم ظرف بنتا ہے کچھ ہندی اور فارسی کی علامات دیکھیے۔

جیسے	:	سال سے۔ گھڑسال، ٹکسال
		شالہ سے پاٹھ شالہ، دھرم شالہ، گوشالہ
		آنہ، سمدھیانہ، سرہانہ۔
گھاٹ	:	مرگھٹ، پنی گھٹ، دھوبی گھاٹ
گھر	:	ڈاک گھر، تار گھر
نگر	:	سری نگر، احمد نگر
منڈی	:	دال منڈی، سبزی منڈی
خانہ	:	غسل خانہ، کتب خانہ، ڈاک خانہ
گاہ	:	شکارگاہ، چراگاہ، تعلیم گاہ، عبادت گاہ
دان	:	چائے دان، قلم دان
دانی	:	سرمہ دانی، تلسے دانی
زار	:	سبزہ زار، مرغ زار
آباد	:	حیدرآباد، اورنگ آباد، شاہ جہاں آباد

اسم آلہ :

وہ اسم جو فعل سے یا اوزار کے معنوں سے یا علامات بڑھانے سے بنی گئی ہیں ہیں۔ جیسے: چاقو، تلوار، درانتی، جھاڑو، لٹکن یا فارسی علامات سے جیسے، دست سے دستہ، چمٹہ (دست پناہ) کف گیر۔

عربی سے آئے ہوئے اسم آلہ جیسے میزان، مسواک وغیرہ۔

لوازم اسم

ہر اسم میں چند خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

(1) جنس مذکر ہوگا یا مؤنث۔ (2) تعداد (3) واحد یا جمع

(3) حالت ہوگی خود کام کرنے والا ہوگا یا دوسرے کام کا اثر اس پر ہوگا جنس میں تبدیلی مذکر کے آخر میں الف اور مؤنث کے آخر میں ''ی''، ''یا''، ''یا'' سے بدل جاتی ہے۔ جیسے

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
باپ	ماں	چڑوا	چڑیا
لڑکا	لڑکی	چوہا	چوہیا
اندھا	اندھی	خالو	خالہ
گڈا	گڑیا	بکرا	بکری

(ب) کچھ الفاظ جو پیشہ بتاتے ہیں ان میں مذکر کے آخر حرف میں ''ن'' لگا دینے سے مؤنث بن جاتا ہے۔

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
سنار	سنارن	برہمن	برہمنی
دھوبی	دھوبن	چودھری	چودھرائن
گوالا	گوالن	لہار	لہارن
بھائی	بہن	کمہار	کمہارن

(ج) آخر میں یائے معروف دی بڑھانے پر نئے لفظ بنائے جاتے ہیں۔

جیسے : ماموں : ممانی

پٹھان : پٹھانی

ہرن : ہرنی

کبوتر : کبوتری

(د) آخر حرف کو حذف کر کے یا بلا حذ ''نی'' یا ''انی'' لگانے پر۔

اونٹ : اونٹنی

مور : مورنی

ڈاکٹر	:	ڈاکٹرنی
استاد	:	استادنی

(ہ) بعض اسم خاص سے بھی مؤنث بنا لیتے ہیں۔

رحیم	:	رحیمن
کریم	:	کریمن
نور	:	نوری،نورن

(ح) بعض دفعہ اسم خاص میں واؤ بڑھانے سے مذکر بنتا ہے جیسے رامو،کلّو۔

(ک) چھوٹے جانوروں میں اکثر ایک ہی جنس استعمال ہوتی ہے۔ جیسے: مکّھی ،مچھر،چھپکلی،چھچھوندر۔

(گ) کچھ جانوروں میں صرف مؤنث ہی استعمال ہوتے ہیں۔جیسے: چیل، مینا،بلبل،لومڑی۔

(ل) غیر زبانوں کے مذکر مؤنث اردو میں اسی طرح لیے گئے ہیں۔

سلطان	:	سلطانہ
بیگ	:	بیگم
خان	:	خانم

مندرجہ ذیل جملوں کو غور سے پڑھیئے۔

(الف)	لڑکی	:	کھا رہی ہے۔
	گھوڑا	:	دوڑ رہا ہے۔
(ب)	لڑکیاں	:	کھا رہی ہے۔
	گھوڑے	:	دوڑ رہے ہیں۔

ان جملوں میں ''الف'' کالم میں موٹے چھپے لفظ ایک چیز کی تعداد بتا رہے ہیں۔

''ب'' کالم کے الفاظ سے ایک سے زیادہ تعداد ظاہر ہو رہی ہے۔ان میں اسمِ عام یا تو ایک ہے یا ایک سے زیادہ۔ایک کو 'واحد' جیسے: لڑکی ،ہتھوڑا،طوطا اور ایک سے زیادہ کو ''جمع'' کہتے ہیں جیسے لڑکیاں۔گھوڑے،طوطے۔

(1) تعداد کی پہچان اسم یا ضمیر سے کی جاتی ہے۔جیسے:

گھوڑا گھانس کھا رہا ہے	گھوڑے گھانس کھا رہے ہیں

(2) جب تعداد کی پہچان اسم سے نہ ہو تو اسے فعل سے پہچانتے ہیں۔جیسے:

ہرن دوڑ رہا ہے	ہر دوڑ رہے ہیں
مور ناچ رہا ہے	مور ناچ رہے ہیں

تعداد کی حالت میں تبدیلی

(1) جس واحد مذکر الفاظ کے آخر میں ''ا'' یا ''ہ'' ہو وہ یائے مجہول ''(ے) سے بدلتی ہے۔

جیسے: لڑکا، لڑکے، پردہ، پودے

(2) بعض واحد مذکر الفاظ جن کے آخر میں ''الف'' ہوتا ہے جمع میں ''ے'' سے نہیں بدلتے ہیں۔

جیسے: رشتہ داروں کے نام جیسے چچا، ابّا، تایا، نانا، دادا، پھوپھا۔

(3) جن واحد مذکر الفاظ کے آخر میں ا یا ہ نہیں ہوتی ہے ان کی واحد اور جمع کی ایک ہی صورت رہتی ہے۔

جیسے: بھائی آیا، بھائی آئے، لڈّو کھایا، لڈّو کھائے

(4) جن واحد مذکر لفظوں کے آخر میں (ا ں) ''الف اور نون غنہ'' ہوتا ہے ان کی جمع میں واحد کا الف ''ے'' میں بدل جاتا ہے۔

جیسے: دھواں، دھویں ، کنواں ، کنویں، دو اسے دوائیں

(5) جن مؤنث واحد الفاظ کے آخر میں ی یائے معروف ہو ان کی جمع میں ی کے بعد اں بڑھا دیئے ہیں۔ جیسے:

لڑکی، لڑکیاں، کرسی، کرسیاں

(6) جن مؤنث واحد الفاظ کے آخر میں الف ہوتا ہے اس کی جمع میں (ء ی ں) بڑھاتے ہیں۔

جیسے : گھٹا ، گھٹائیں دُعا ، دُعائیں ہوا ، ہوائیں

(7) جن مؤنث الفاظ کے آخر میں (یا) ہو ان کی جمع میں صرف (ں) بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے:

گڑیا ، گڑیاں چڑیا ، چڑیاں بڑھیا ، بڑھیاں

(8) کچھ مؤنث کی جمع کے لیے آخر میں (یں) بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے:

کتاب سے کتابیں گاجر سے گاجریں

حالت

اسم یا ضمیر کے جس روپ کا تعلق جمع کے دوسرے الفاظ سے جانا جاتا ہے اسے ہم حالت کہتے ہیں۔

جیسے: تاج نے لاٹھی سے کتّے کو مارا جس لفظ سے اسم یا ضمیر کا تعلق جانا جائے وہ حالت ہے۔ جیسے

نے۔ کو۔ ے، کے۔ ذریعے ۔ کو کے۔ لیے۔ سے۔ کا۔ کی کے میں پر۔ اے۔ ارے۔ یا

یہ 7طرح کے ہیں:

(1) فاعلی حالت (No Minative) : یہ اسم کی وہ حالت ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی کام کا کرنے والا ہے جیسے: احمد گیا۔تاج نے لکھا۔

(2) مفعولی حالت (Objective) : یہ وہ حالت جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسم پر کام کرنے کا اثر واقع ہوا جیسے : احمد نے سانپ کو مارا۔تاج نے بچّے کو پیٹا۔

(3) اضافی (Possessive) : جس میں کسی ایک اسم کو دوسرے سے نسبت دی جائے یا ایک اسم کا تعلق دوسرے سے دیا جائے۔جیسے: تاج کا گھر دور ہے۔ احمد کا گھوڑا ہے۔

(4) ظرفی (Locative) :جب کسی اسم سے وقت یا جگہ کا مفہوم پایا جاتا ہے تو وہ ظرفی حالت میں ہوتا ہے۔جیسے: تاج گھر میں ہے۔احمد صبح سے کام کر رہا ہے۔اسماء شام تک بیٹھی رہی۔

(5) طوری (Instrumental) : جس سے طور طریقہ، اسلوب، ذریعہ، سبب یا مقابلہ معلوم ہو وہ طوری حالت ہے۔

جیسے : تاج شوق سے پڑھتا ہے۔ احمد نے تلوار سے مارا۔ اسماء قلم سے لکھتی ہے۔

(6) خبر (Ablative Delative) وہ اسم جو بطور خبر کے واقع ہوتے ہیں۔

جیسے : احمد اس دفتر کا چیئرمین ہے۔ تاج کل سے بیمار ہے۔ میں دہلی سے کشمیر جا رہا ہوں۔

(7) نداتی (Vocative) جس سے کسی کا بلانا ظاہر ہو۔

جیسے : ارے! احمد، اِدھر آیئے۔ اے لڑکے! یہ کیا کرتے ہو۔

بچّو ! شور نہ کرو۔ بچّو! غور سے سنو، یا لڑکو، لڑکیو، صاحبو۔

نداتی حالت میں اگر واحد مذکر اسم کے آخر میں ''الف یا ہ'' ہو تو وہ یائے مجہول سے بدل جاتا ہے۔

جیسے : لڑکوں کی جگہ لڑکو یا بیٹا ایسا نہیں کرتے۔ بیٹے! ایسا نہیں کرتے۔

اسی طرح سے اسم کی تسخیر چھوٹا کرنا یا کبیر بڑا کرنا بھی کر لیتے ہیں جیسے بھائی سے بھیّا کھاٹ سے کھٹولا اور بڑا کرنا جیسے پگڑی سے پگڑ گٹھر بات سے بتنگڑ وغیرہ۔

ضمیر(Pronoun)

’’وہ الفاظ جو بجائے اسم کے استعمال کئے جاتے ہیں ضمیر کہلاتے ہیں‘‘۔ جیسے: فاروق ایک اچھّا لڑکا ہے۔ وہ روز اسکول جاتا ہے۔ اس نے ایک دن امّی سے کہا۔ میں آج اسکول نہیں جاؤں گا۔

ان جملوں میں۔ وہ۔ اس۔ میں ضمیر ہیں کہ یہ الفاظ فاروق کے نام کے بجائے استعمال ہوئے ہیں۔ ضمیر کا استعمال اسماء کے بار بار دہرانے کو ختم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ ضمیر کی 5 قسمیں ہیں۔

(1) ضمیر شخصی (Personal Pronoun)

(2) ضمیر موصولہ (Demonstrative)

(3) ضمیر استفہامیہ (Interogative)

(4) ضمیر اشارہ (Relative)

(5) ضمیر تنکیر (Indefinite)

(1) ضمیر شخصی : ’’جو ضمیر اشخاص کے لیے استعمال ہوں اور بولنے والے، سننے والے یا کسی غائب شخص (جس کے بارے میں بات کی جائے) کی حالت بتائیں وہ ضمیر شخصی ہوتے ہیں‘‘۔

جیسے : اس نے مجھے بتایا کہ تم کل آنے والی تھیں۔ اس جملے میں ’’اس نے‘‘ ’’مجھے‘‘ اور تم ضمیر شخصی ہیں۔ شخصی ضمیر 3 حالتوں میں ملتا ہے۔

(1) ضمائر متکلم (First Person) : جو بولنے والا اپنے لیے استعمال کرے۔

جیسے : میں۔ ہم۔ میرا۔ ہمارا۔ مجھے

(2) ضمائر مخاطب (Second Person) : بولنے والا جس ضمیر کو سننے والے یا مخاطب کے لیے استعمال کرے۔

جیسے : تم۔ تو۔ تجھے۔ تیرا۔ تمہارا۔ آپ (تعظیم)

(3) ضمائر غائب (Third Person) : بولنے والا جب کسی تیسرے شخص جس کی نسبت ذکر کیا جاتا ہے کہ بات کرے تو اسے غائب کہتے ہیں۔

جیسے : وہ۔ اسے۔ ان۔ اس کا۔ ان کا۔ وغیرہ

(2) ضمیر موصولہ: وہ ضمیر جس سے کسی چیز یا شخص کے بارے میں پتہ چلے اسے ضمیر موصولہ کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہمیشہ ایک جملہ ہوتا ہے۔

جیسے : جو، جن، جس

وہ کتاب جو کل چوری ہوگئی تھی مل گئی۔

آپ کی سہیلی جن کے بال لمبے ہیں مجھے ملی تھیں۔

(3) ضمیر استفہامیہ: جو ضمیر سوال پوچھنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ جیسے: کون اور کیا؟

کون جاندار کے لیے اور کیا بے جان کے لیے

جیسے : کون کہتا ہے؟ کیا چاہیے؟ کس نے کہا؟ کس کو دیا؟ کس کس کو؟ کن کن کو؟

کون لکھ رہا ہے؟ وہاں کس کو جانا ہے۔

(4) ضمیر اشارہ: وہ ضمیر جو ایک لفظ کا دوسرے سے تعلق جوڑتے ہیں۔

جیسے : جو کرے گا سو بھرے گا۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ جیسا کروگے ویسا بھروگے۔

ان جملوں میں جو، سو، جس کی اس کی، جیسا، ویسا وغیرہ ضمیر اشارہ ہیں۔

(5) ضمیر تنکیر: ''وہ ضمیر جس سے کسی چیز کی متعین حالت کے بارے میں پتہ نہ چلے ضمیر، تنکیر کہلاتے ہیں۔

جیسے : کوئی کچھ، کوئی آ رہا۔ دودھ میں کچھ گرا ہے۔ کسی کی جان گئی۔

آپ کی ادا ٹھہری اسی طرح بعض، بعضے، فلاں، کل چند، جو کوئی، جو کچھ، جس کسی، ہر کوئی وغیرہ بھی بطور ضمیر تنکیر استعمال ہوتے ہیں۔

صفت (Adjective)

وہ الفاظ جن سے اسم یا ضمیر کی خاصیت ظاہر ہوتی ہے صفت کہلاتے ہیں۔

جیسے : خوبصورت لڑکی، شریر لڑکا، موٹا ہاتھی، کالا بھالو، سفید گھوڑا، بھلا آدمی، بری بات۔

صفت کی کئی قسمیں ہیں:

جیسے : (1) صفت ذاتی اور صفت نسبتی (2) صفت عددی (3) صفت مقداری (4) صفت ضمیری

صفت ذاتی : میں کسی اسم یا ضمیر کی حالت یا خصوصیات ظاہر ہوں۔

جیسے : اچھا، برا، رنگ (سفید، کالا، پیلا، نیلا وغیرہ) وقت (نیا، پرانا، جگہ، دیش، بدیش، بھارتی، چینی، روسی، ایرانی وغیرہ)

سمت	:	مشرق، مغرب، شمال، جنوب وغیرہ
حالت	:	تندرست، کمزور، ہلکا، بھاری
اشکال	:	لمبا، چوڑا، گول، چوکور، تکون
جگہ	:	باہر، اندر، اونچا، نیچا
مقابلہ سے	:	جیسے شہد سے میٹھا، دودھ سے سفید، برف سے ٹھنڈا وغیرہ

صفت نسبتی : وہ الفاظ ہیں جس سے کسی دوسری شئے سے لگاؤ یا نسبت ظاہر ہوتی ہے۔

جیسے : فارسی ، ترکی ، ہندی، عربی ، آبی ، پیازی ،عموماً یہ لگاؤ اسماء کے آخر میں ''یائے'' معروف کے بڑھانے سے ظاہر ہوتا ہے۔''

جب کسی اسم کے آخر میں (ی) یا (ہ) یا (الف) ہوتا ہے اسے داؤ سے بدل کر ''ی'' بڑھا دیتے ہیں۔

جیسے : دہلی سے دہلوی، عیسیٰ سے عیسوی

بعض اوقات ''ہ'' کو حذف کر کے نسبت ظاہر کرتے ہیں۔

جیسے : مکہ سے مکی، مدینہ سے مدنی،

بعض اوقات اضافہ کر کے نسبت بتاتے ہیں۔

جیسے	انہ	:	مردانہ، غلامانہ، جاہلانہ
	واں	:	گیہواں، بارہواں
	ار	:	گنوار
	لا	:	سانولا، رنگیلا، اکیلا
	والا	:	کولکتہ والا، دہلی والا
	کا	:	قیامت کا، غضب کا
	سا	:	چاندسا، پھول سا

صفت عددی : جس الفاظ سے کسی اسم یا ضمیر کی تعداد معلوم ہو، تعداد 2 قسم کی ہوتی ہے۔ تعداد معین اور غیر معین

معین جیسے : ایک ، دو ، تین ، چار یا پہلا ، دوسرا ، تیسرا ، دگنا ، چوگنا ، چاروں ، پانچوں ، اس سے اضافی ، تعداد بھی بنائی جاتی ہے۔ جیسے: دوہرا۔ ہزاروں، لاکھوں، ادھا پاؤ، ڈھائی، پون وغیرہ

غیر معین جیسے : کئی، چند، کچھ تھوڑا، بعض، کل، بہت کم وغیرہ

صفت مقداری : جو الفاظ یا اعداد بطور مقدار یعنی ناپ یا وزن کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں۔ صفت مقداری کہلاتے ہیں۔

جیسے : ڈھائی، میٹر کپڑا، ذرا سا دودھ، چار کلو گھی، کچھ برفی، اتنا، جتنا، کتنا

صفت ضمیری : ضمیر کے وہ الفاظ جو صفت کا کام دیتے ہیں۔

جیسے : وہ باغ ہمارا ہے، یہ گھر کس کا ہے؟ وہ لڑکی محنتی ہے، کون ایسا کہتا ہے؟ کیا چیز گری پڑی ہے وغیرہ

موازنہ یا فوقیت:

شئے کی صفت کے موازنہ کو ہم مقابلہ یا موازنہ کہتے ہیں۔

جیسے : تاج احمد سے زیادہ عقل مند ہے۔اس کی دو حالتیں ہے۔اچھّا ، بہتر، بہترین اس طرح ہم ہر اشیاء کی صفت کا موازنہ کر سکتے ہیں۔

فعل

''جن الفاظ سے کسی کام کا کرنا یا ہونا پایا جائے اسے فعل کہتے ہیں''

جیسے : بچّہ دوڑ رہا ہے،لڑکی کھانا کھا رہی ہے۔

سورج طلوع ہو گیا ہے۔ فوجی گولی چلا رہے ہیں۔

ان جملوں میں دوڑنا کھانا،طلوع ہونا، گولی چلانا سب ہی فعل ہیں۔

فعل کی بلالحاظ معنیٰ 3 قسمیں ہیں : (1) لازم (2) متعدی (3) ناقص

فعل لازم: ''جس میں کسی کام کا کرنا پایا جاتا ہے مگر اس کا اثر صرف کام کرنے والے یعنی فاعل تک رہتا ہے۔''

جیسے : احمد آیا، لڑکی تنہا ہے۔

فعل متعدی: ''جس میں کسی کام کو کرنے کا اثر فاعل سے گزر کر مفعول تک پہنچے۔''

جیسے : تاج کبوتر کو دیکھ رہا ہے، یہاں دیکھنا فعل ہے اور اس کا اثر کبوتر پر پڑ رہا ہے، کبوتر مفعول ہے۔

فعل ناقص: ''جو کسی پر اثر نہ ڈالے بلکہ کسی اثر کو ثابت کرے۔''

جیسے : احمد بیمار ہے۔

افعال ناقص ۔ جیسے: ہونا، بننا، نکلنا، رہنا، پڑنا، لگنا، دکھائی دینا، ہو جانا وغیرہ

لوازمِ افعال

فعل میں جنس و تعداد کے علاوہ تین چیزیں اور پائی جاتی ہیں۔

(1) طور (2) صورت (3) زمانہ

طورِ فعل وہ حالت میں ہے جس میں یہ معلوم ہو کہ کام خود فاعل نے کیا ہے یا کام کا اثر اس پر واقع ہوا۔ان میں معروف اور مجہول دونوں طرح کے ہوتے ہیں۔

جیسے : (معروف) احمد نے نوکر کو مارا۔ اسے خط سنایا گیا (مجہول)

فعل کی 5 صورتیں ہوتی ہیں : (1) بجری (2) شرطی (3) احتمالی (4) امری (5) مصدری

خبری :	احمد گر پڑا	امری :	پانی لاؤ، تشریف لائیے۔	
شرطی :	وہ آتے تو میں بھی چلتا	مصدری :	جس میں کام کا ہونا بعد یقین وقت کے ہو جیسے	
احتمالی :	شاید وہ آجائیں،	ہونا، کرنا، کھانا وغیرہ		

زمانہ

فعل کے لیے زمانہ کا ہونا ضروری ہے زمانے تین ہیں گذشتہ (ماضی) موجودہ (حال) مستقبل (آئندہ) ہر فعل یا کام کا تعلق زمانے کیان تینوں حالتوں میں کسی نہ کسی کے ساتھ ہوگا۔

(1) خالد نے شیر مارا تھا۔ (ماضی)

(2) فاروق کل دہلی جائے گا۔ (مستقبل)

(3) سارہ کھانا کھا رہی ہے۔ (حال)

سابقے اور لاحقے

جب کسی لفظ کے شروع میں کوئی علامت یا لفظ جوڑ کر نیا لفظ بناتے ہیں تو اسے سابقہ کہتے ہیں۔

''ہوش'' سے پہلے ''بے'' جوڑ دیں تو۔ بے ہوش۔ یہ سابقہ ہے۔

جیسے :	ان :	ان پڑھ، انجان، انمول، ان سُنی
	سر :	سرگرمی، سردار، سرتاج، سرسبز
	خود :	خوددار، خودغرض، خود، پسند، خودشناس
	نیم :	نیم شب، نیم حکیم، نیم جاں، نیم باز۔

جب کسی لفظ کے آخر میں کوئی علامت یا لفظ جوڑ کر نیا لفظ بناتے ہیں تو اسے لاحقہ کہتے ہیں۔ جیسے : جان میں باز جوڑ دیں تو۔ جاں باز یہ لاحقہ ہے۔

جیسے :	رُخ :	شاہ رُخ ، ماہ رخ، گل رخ، قبلہ رخ۔
	فروش :	کتب فروش، گل فروش، میوہ فروش، سبزی فروش
	گاہ :	عیدگاہ، بندرگاہ، شکارگاہ، پیرگاہ، عبادت گاہ
	وار :	قصوروار، دیوانہ وار، سوگوار، پروانہ وار
	دار :	دکان دار، ایماندار، چوکی دار، کرایہ دار

الفاظ کا بنانا:

دو مختلف لفظوں کو ملا کر جو نئے الفاظ بنائے جاتے ہیں انہیں مرکب الفاظ کہتے ہیں۔

جیسے : ہنس مکھ، دکھ سکھ ، منھ پھٹ، چڑی خانہ، جہاز راں، نشانہ باز، ناول نگار۔

مشابہ تلفظ کے الفاظ:

ایسے الفاظ جو پڑھنے میں یکساں آواز رکھتے ہوں لیکن ا کے املا اور معنیٰ میں فرق پایا جاتا ہے۔

جیسے : الم (رنج) علم (جھنڈا)

باد (ہوا) بعد (پیچھے)

شرع (شریعت) شرح (نرخ)

سدا (ہمیشہ) صدا (آواز)

ہم معنیٰ الفاظ:

ایسے دو الفاظ جن کے ایک ہی معنیٰ ہوں انہیں ملا کر مرکب لفظ بنائے جاتے ہیں۔

مثلاً: آن، بان۔ برتن، بھانڈے۔ دیکھ، بھال۔

ذو معنیٰ الفاظ :

ایک لفظ کے دو سے زیادہ معنیٰ ہوں۔

جیسے : آب : پانی ، چمک ، عزّت

چاہ : کنواں، محبت

ماہ : چاند، مہینہ

دام : قیمت، جال